ملک کو شر و فساد سے بچانا ہے۔ اور دونوں مقاصد کی تکمیل ملکی سلامتی اور امن واستحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ اسی لیے تمام حکومتوں میں ان دونوں مقاصد کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ [معارف القرآن و أحسن البیان عند قوله: لا إكراه]

فائدہ نمبر 9: ﴿فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر فضل و رحمت فرماتے ہوئے انہیں دوبارہ توبہ کرنے کی توفیق بخشی۔ اعمالِ خیر کی توفیق اللہ پاک کا خاص فضل اور عظیم مہربانی ہے۔ اور اس میں یہ ثبوت بھی ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو شرعی اور کونی آیات عطا فرما کر بہت بڑا فضل و کرم فرمایا تھا۔ [ابن العثیمین]

بعض سلف کا قول گزر چکا ہے کہ ﴿فضلُ اللّٰهِ﴾ سے مراد اسلام، اور ﴿رحمتُه﴾ سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانیت کے لیے اسلام اور قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی نعمت اور فضل نہیں۔ اس روئے زمین پر بسنے والوں کے لیے قرآن پاک سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اللہ پاک کی مخلوقات ہیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ پاک کی صفاتِ کمال میں سے ایک عظیم صفت ہے۔ اسی لیے یہ انتہائی مبارک اور عظیم ترین نعمت ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝﴾ [یونس ۵۷-۵۸] ''لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب تعالیٰ کی طرف سے وعظ آچکا ہے۔ اور سینوں میں موجود (شبہات) کا علاج، ہدایت اور رحمت اہل ایمان کے لیے۔ فرمایئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی رحمت سے۔ اب انہیں اس پر خوش ہو جانا چاہیے، یہ ان تمام نعمتوں سے افضل ہے جنہیں لوگ اکٹھا کرتے ہیں۔''

اس لیے تمام انسانیت کو چاہیے کہ ''قرآن مجید'' اور اس کی شرعی تفسیر ''سنت مطہرہ'' کو مشعل راہ بنا کر اپنی زندگی کو جنت نظیر بنائیں اور اس عمل کو ہمیشگی والی جنت کے لیے زادِ راہ بنالیں۔

فائدہ نمبر 10: ﴿فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے خسارہ سے نکلنے کا سبب اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو قرار دیا ہے۔ پس اس میں اسباب کا اپنے مسببات پر اثر انداز ہونے کی صریح دلیل موجود ہے۔ [ابن العثیمینؒ]

درس حدیث شریف

تعویذ اور اس کی شرعی حیثیت

عبدالوہاب خان

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "إن رسولَ اللّٰہِ ﷺ أقبلَ إليہِ رَھطٌ فبايعَ تِسعةً وأمسكَ عن واحدٍ، فقالوا: يا رسولَ اللّٰہِ بايعتَ تِسعةً وتركتَ هذا؟! قال: **"إنَّ عليہِ تميمةً"** فأدخلَ يدَهُ فقطعَها، فبايعَهُ وقالَ: **"مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ"** [مسند الإمام أحمد ح:۱۷۴۲۲ وقال الأرنؤط: إسناده قوي، مسند الحارث ح:۵۶۳، المعجم الكبير للطبراني ح:۸۸۵، وصححه الألباني في الصحيحة ح:۴۹۲، وصحيح الترغيب ۳۴۵۵] "**رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں** دس افراد کی جماعت حاضر ہوئی تو آپ نے نو افراد سے بیعت لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو افراد کو بیعت کا شرف عطا فرمایا اور اس بیچارے کو چھوڑ دیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: **"اس پر تو تعویذ لگی ہوئی ہے۔"** اس نے اپنا ہاتھ ڈال کر اسے کاٹ پھینکا، پھر آپ نے اسے بھی بیعت کا شرف بخشا اور ارشاد فرمایا: **"جس نے تعویذ لٹکائی، اس نے شرک کا ارتکاب کرلیا۔"**

راوی الحدیث: حضرت أبو حماد عقبة بن عامر بن عبس الجهني رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "میں مدینہ میں بکریاں چرا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ریوڑ کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہجرت پر بیعت کرلی۔ [مسلم] پھر اصحاب صفہ میں شامل رہے۔ قرآن خوانی میں نہایت خوب صورت آواز رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کیں۔ علم فقہ اور فرائض میں مہارت رکھتے تھے۔ فصیح الکلام شاعر تھے۔ کتابت بھی جانتے تھے۔ تیراندازی میں ماہر تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی مقام حاصل کیا۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچانے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہوا۔

آپ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ اور مسلمۃ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے علاوہ بہت سارے تابعینؒ نے روایت کی۔ آپ کے شاگردوں میں ابوالعباس رضی اللہ عنہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہ کا نام بھی ذکر کیا گیا ہے۔

صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شرکت کی۔ بعد میں مصر کے گورنر رہے اور وہیں رہائش اختیار کی۔

۴۷ھ میں امیر معاویہ ﷛ نے معزول کر کے روڈس پر بحری حملہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ ۵۸ھ میں وفات پائی۔ [الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۱۸۲٤، أسد الغابة: ۳۷۱۱، تذكرة الحفاظ: ۲۰، سير أعلام النبلاء: ۹۰، الإصابة في تمييز الصحابة: ۵۶۱۷]

شرح الحدیث: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے تعویذ لٹکائے ہوئے شخص کو مشرک شمار کر کے بیعت کے شرف سے ہی محروم رکھا۔ پھر وضاحت سے بیان فرمائی کہ تعویذ لٹکانا ایک خطرناک شرکیہ کام ہے۔

التميمة: (تعویذ) اس کی جمع تَمائِمُ، تَمِيماتٌ آتی ہے۔

اس اسم کی اصل ہے: **تَمَّ يَتِمُّ تَمًّا، تِمًّا، تَمامًا، تِمامًا، تُمامَةً، تَمامَةً، تِمامَةً**

جس کے معنی ہیں: پورا ہونا۔ ب اور علی کے صلہ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے: پورا کرنا

تَمَّ عَنهُ العَينَ: تعویذ لگا کر نظر بد کو دور کرنا۔ تَمَّمَ المَولُودَ: بچے پر تعویذ لٹکانا

إماطَةُ التَّمائِمِ کنایہ ہے بڑے ہونے سے۔ لگتا ہے کہ وہ بچوں پر لازماً تعویذ لٹکاتے تھے۔

اردو میں "تعویذ" کا لفظ معروف ہے۔

اس کی اصل ہے: **عاذَ يَعُوذُ عَوذًا وعِياذًا ومَعاذًا ومَعاذَةً وَ تَعَوَّذَ واستَعاذَ** (بفلانٍ مِن كذا): پناہ لینا۔

عَوَّذَ تَعوِيذًا وأعاذَ إعاذَةً وأعوَذَ إعواذًا (الرجلَ): حفاظت کی دعا کرنا۔ عَوَّذَ الرجلَ: تعویذ لٹکانا

العُوذَة والتَّعوِيذ والمَعاذَة: تعویذ المُعَوَّذ: تعویذ لٹکانے کی جگہ

زینبؓ کا بیان ہے: (خاوند) عبداللہ بن مسعود ﷛ نے میرے جسم پر دھاگا بندھا ہوا پا کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اس میں حمرہ سے بچانے کے لیے دم کیا ہوا ہے۔ آپ نے اسے کھینچ کر کاٹ پھینکا پھر کہا: عبداللہ (اللہ کے بندے) کے گھر میں شرک نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **"إنّ الرُّقٰى والتَّمائِمَ والتِّوَلَةَ شِرْكٌ"** **"یقیناً دم جھاڑ، تعویذات اور جلب محبت کا عمل سب شرک ہیں۔"** میں نے عرض کیا: میں ایک دن باہر نکلی تو فلاں (حاسد نظر والے) نے دیکھ لیا تھا، اس پر میری آنکھ بہنے لگی۔ جب اسے دم کرتی تو رک جاتی اور چھوڑ دیتی تو بہنے لگتی۔ آپ ﷛ نے کہا: "یہ شیطان کا کام ہے۔ جب تو اس کی اطاعت کرے تو وہ رک جاتا ہے اور جب تو اس کی نافرمانی کرے تو وہ تیری آنکھ میں انگلی چبھوتا ہے۔ لیکن اگر تو وہ کام کرتی جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، تو تیرے لیے بہتر اور حصولِ شفا کے لائق تر ہوتا۔ اپنی آنکھوں پر پانی ڈال دو اور یہ دعا کرو:

"أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" "تکلیف کو دور کر دے انسانوں کے رب! اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا بخشنے والا ہے، تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عطا کیجیے جو کوئی کمزوری نہ چھوڑے۔" [أبو داؤد ۳۸۸۳، ابن حبان ۱۴۱۲، أحمد، الترغيب والترهيب وصححه الألباني في غاية المرام ۲۹۹] اور مذکورہ روایت میں تعلیم کردہ دعا تو متفق علیہ ہے۔

الرُّقیٰ: جو دم جھاڑ طاغوت اور شیطان کے نام سے ہوں۔ البتہ جس دم میں قرآن مجید اور ماثورہ دعائیں پڑھی جائیں، وہ بالاتفاق اس ممنوعہ قسم میں شامل نہیں۔

عیسیٰ بن حمزہؒ کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عکیم ﷛ (مخضرم) کی عیادت کے لیے گیا، انہیں حمرہ کا عارضہ لاحق تھا۔ میں نے کہا: آپ تعویذ کیوں نہیں لٹکاتے؟ انہوں نے جواب دیا: "ہم تو اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: **"مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ" "جس نے کوئی چیز لٹکائی، اسے اسی چیز کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔"** [الترمذي ۲۰۷۲ وحسنه الألبانيؒ، أحمد ۱۸۷۸۱ وقال الأرنؤط: حسن لغيره، الحاكم ۴/۲۱۶]

الحُمرة: ایک وبائی بیماری ہے جس سے بخار ہوتا ہے اور جلد میں سرخ نشانات پڑ جاتے ہیں۔ اس کے جراثیم چھیل یا زخم کے ذریعے ہی جسم میں جاتے ہیں۔ [المنجد]

حضرت عمران بن حصین ﷛ کہتے ہیں: **إنّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ أبصرَ علىٰ رجلٍ حلقةً مِن صُفرٍ فقالَ: "وَيْحَكَ مَا هٰذِهِ؟" قالَ: مِنَ الْوَاهِنَةِ. قالَ: "أَمَا إِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا، انْبِذْهَا عنكَ، فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ وهي عليكَ ما أفلحتَ أبدًا"** [أحمد، ابن ماجه ۲۰۱۵ وضعفه الألبانيؒ]

"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بازو پر پیتل کا چھلا دیکھا تو فرمایا: "بیچارے! یہ کیا ہے؟" اس نے کہا: واھنہ کی وجہ سے باندھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! یہ تیری کمزوری میں اضافہ کرنے کے سوا کوئی فائدہ نہ دے گا، اسے اتار پھینکو۔ اگر تجھے اس حالت میں موت آئے کہ یہ تیرے جسم پر ہو، تو یقیناً کبھی نجات نہ پاؤ گے۔"

الواهنة: ایک رگ کی تکلیف ہے جو مردوں کے کندھے یا پورے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ [محمد فؤاد عبدالباقي]

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **"ما أبالي ما أتيتُ: إنْ أنا شربتُ تِرْيَاقًا أو تعلَّقتُ تميمةً أو قلتُ الشِّعرَ مِن قِبَلِ نفسي"** [أبوداؤد ۳۸۶۹ وضعفه الألبانيؒ أحمد ۶۵۶۵، ۷۰۸۱، المعجم الأوسط ۷۹۵۹، المعجم الكبير ۱۳۱، ضعيف الجامع

٤٩٧٦] "مجھے کوئی فرق نہیں کہ ان میں سے جو بھی کروں: تریاق پی لوں، یا تعویذ لٹکا لوں یا شاعری کرلوں۔"

امام ابوداوؒد کہتے ہیں: یہ فرمان' رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہے۔ اور بعض علمائے اسلام نے تریاق (دافع زہر دوائی) پینے کی اجازت دی ہے۔

اسی طرح شاعری کی حرمت بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔[سورۃ یٰس ٦٩] امت کے لیے سچی اوراچھی شاعری جائز ہے۔ البتہ زیر درس حدیث کی رو سے "تعویذ لٹکانا" سب کے لیے حرام ہے۔

ابن لهيعة عن أبي قبيل عن رجلٍ مِن بني غِفارٍ ﷺ حدثه أنَّ أمَّهُ جاءتْ به إلى رسولِ اللّٰهِ ﷺ وعليهِ تميمةٌ فقطعَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ تميمتَهُ وقال: "ما اسْمُ ابنِكِ؟" فقالت: اسمُه السائبُ. قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: "بل اسمُهُ عبدُ اللّٰهِ." فقلتُ أتجيبُ بكلّهما؟ قال: لا واللّٰهِ ما كنتُ أجيبُ إلا على اسمِ رسولِ اللّٰهِ الذي سمّاني"[الجامع في الحديث لابن وهب ١/١٤١ ح:٦٦٢] "بنی غفار کے آدمی ﷺ نے کہا کہ اس کی ماںؓ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی جبکہ اس پر تعویذ باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا تعویذ کاٹ پھینکا۔ اور پوچھا: تیرے بیٹے کا نام کیا ہے؟ بولی: اس کا نام سائب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ اس کا نام عبداللہ ہے۔" راوی کہتا ہے میں نے کہا: کیا آپ دونوں ناموں پر جواب دیتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں صرف اس نام (سے پکارنے) پر جواب دیتا ہوں جو اللہ کے رسول ﷺ نے رکھا ہے۔"

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَن علّقَ تميمةً فلا أتمَّ اللّٰهُ عليهِ ومَن علّقَ ودعةً فلا ودَعَ اللّٰهُ لهُ" [الجامع لابن وهب ح:٦٦٢، أحمد ١٧٤٠٤ وقال الأرنؤوط: حديثٌ حسنٌ وإسنادُه ضعيف، مسند أبي يعلى ١٧٥٩، مسند الروياني ٢١٧، الكنى والأسماء للدولابي ١٧٨٠، شرح معاني الآثار ٧١٧٢، ابن حبان ٦٠٧٦، المعجم الكبير للطبراني ٨٢٠ وضعفه الألبانيّ الضعيفة ١٢٦٦] "جس نے تعویذ لٹکائی اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کشائی نہ کرے اور جس نے سیپی لٹکائی اللہ اس کو (بھلائی کے ساتھ) نہ چھوڑے۔"

إنّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ كانَ يكرَهُ عشرَ خلالٍ: تختّمُ الذهبِ وجرُّ الإزارِ والصفرةُ يعني الخلوقَ وتغييرُ الشيبِ (يعني نتفه) وعزلُ الماءِ والرُّقَى إلا بالمعوذاتِ وفسادُ الصبيّ غيرَ محرّمِهِ وعقدُ التمائمِ والتبرّجُ بالزينةِ لغيرِ محلّها والضربُ بالكِعابِ"[الحاكم ٧٤١٨ وقال:

صحيح الإسناد ووافقه الذهبيؒ، أحمد ٣٦٠٥، ابن حبان ٥٦٨٣ وضعفه الألبانيؒ مشكاة ٤٣٩٧]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس چیزوں سے نفرت کرتے تھے: سونے کی انگوٹھی پہننا، تہبند کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، سفید بالوں کو بدلنا یعنی اکھیڑنا، پانی یعنی منی کا عزل کرنا، معوذات کے علاوہ دم جھاڑ کرنا، بچے کی صحت بگاڑنا (یعنی مرضعہ سے جماع کرنا) لیکن اسے حرام نہیں کہتے تھے، تعویذیں لٹکانا، زیب وزینت کو اس کی حلال جگہ کے علاوہ ظاہر کرنا اور نردشیر کے مہرے سے کھیلنا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "بیشک نطفہ رحم مادر میں......فرشتہ سوال کرتا ہے: اے رب! مذکر یا مؤنث؟ اس کی عمر کتنی ہوگی اور رزق کتنا ہوگا؟ تو اللہ فیصلہ کرتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے۔ پھر تم لوگ اپنے بچوں پر تعویذیں لٹکاتے ہو!؟" [السنة لأبي بكر بن الخلال ٨٩٢]

اس کا راوی **عاصمؒ عن أبي وائلؒ وعامر الشعبيؒ عن ابن مسعود** رضی اللہ عنہ کہتا ہے: ہمارے بزرگ کہتے تھے: "بیشک اللہ تعالیٰ دعا کی بدولت تقدیر میں سے جو چاہے مٹا دیتا ہے۔" [الإبانة الكبرىٰ لابن بطة ١٤١٩]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "**إنّ كثيرًا مِن هذهِ التمائمِ والرّقىٰ شِرْكٌ فاجتنبوها**" [السنة لأبي بكر بن الخلال ح:١٤٠٨٣] "یقیناً بہت ساری تعویذات، دم جھاڑ شرکیہ ہوتے ہیں، لہٰذا ان سے پرہیز کرو۔"

ابراہیم بن یزید النخعیؒ: **كانوا يكرهون التمائمَ كلَّها مِن القرآنِ وغيرِ القرآنِ**. [مصنف ابن أبي شيبة ٢٣٤٦٧] "ہمارے بزرگ (صحابہ، تابعین) تمام تعویذوں کو مکروہ سمجھتے تھے، خواہ وہ قرآنی ہوں یا غیر قرآنی۔"

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: "**مَن قطعَ تميمةً مِن إنسانٍ كانَ كعدلِ رقبةٍ**" [ابن أبي شيبة ٢٣٤٧٣] "جس نے کسی انسان سے تعویذ کاٹ پھینکا وہ (اجر کے لحاظ سے) ایک غلام آزاد کرنے کی طرح ہے۔"

ان احادیث شریفہ میں سے جو سنداً صحیح ہیں، ان سے کمزور اسانید والی روایات کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

ان احادیث نبویہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے واضح ہوتا ہے کہ فائدہ حاصل کرنے یا نقصان سے بچنے کی خاطر جسم سے کوئی چیز باندھنا یا لٹکانا ایک شرکیہ عمل ہے۔ کیونکہ بندہ اس مادی چیز کو اپنا "محافظ" تصور کرتا ہے۔

جن علماء نے قرآنی تعویذ لٹکانے کو جائز کہا ہے، ان کے دلائل میں کوئی بھی حدیث نبوی شامل نہیں ہے۔

قرآنی اور مسنون دعاؤں والی تعویذ کو جائز کہنے والوں نے اس دعائیہ حدیث سے استدلال کیا ہے:

عن عمرو بن شعيبٍ عن أبيه عن جدهِ قال قال رسول اللهِ ﷺ: "إذا فَزِعَ أحدُكم في

النوم فليقلْ: **أعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ،** فَإِنَّهَا لَن تَضُرَّهُ" فكانَ عبدُاللّٰه بن عمروٍ يُلَقِّنُهَا مَن بلغَ مِن وَلَدِهٖ، وَمَن لم يَبْلُغ مِنهم كتبَهَا فِي صَكٍّ ثم عَلَّقَهَا فِي عُنقِهٖ." [الترمذي ٣٥٢٨ وقال: حسن غريب]

"عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو یہ دعا پڑھ لے: **میں اللہ تعالیٰ کے غضب، اس کی سزا اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وساوس سے اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے اللہ پاک کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔** بیشک (اس دعا کی برکت سے) یہ مخلوقات اسے بالکل نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔" عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی اولاد میں سے (یاد کرنے کی) عمر کو پہنچنے والوں کو یہ دعا یاد کراتے تھے، اور ان میں سے جو اس عمر کو نہ پہنچے ہوں تو کسی ٹکڑے پر لکھ کر اس کی گردن میں لٹکایا کرتے تھے۔" شیخ البانیؒ کہتے ہیں: حَسَنٌ دونَ قولِه: فكانَ عبدُ اللّٰه...... یعنی یہ حدیث نبوی تو حسن ہے، لیکن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مذکورہ عمل سنداً ضعیف ہے۔ جبکہ تحریری تعویذ جائز کہنے والوں نے اسی صحابی کے عمل سے استدلال کیا ہے۔ پس یہ مسنون دعا لکھ کر گردن میں لٹکانا کسی صحابی سے ثابت نہیں ہوا۔

بفرض صحت اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تعویذ نہیں لٹکاتے تھے؛ بلکہ چھوٹے بچوں کے لیے کسی تختی وغیرہ پر لکھ کر گلے میں لٹکاتے تھے، تاکہ وہ اسے دیکھ کر یاد کریں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے دم سے منع فرمایا، تو عمرو بن حزم کے لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: ہمارے پاس ایک دم (دعا) تھی جس سے بچھو کے کاٹے کو دم کرتے تھے۔ پھر انہوں نے وہ دعا رسول اللہ ﷺ کو پیش کی، تو ارشاد فرمایا: "ما أرى بأسًا، مَن استطاعَ مِنكم أن ينفعَ أخاه فليفعلْ" [صحيح مسلم ٦٣(٢١٩٩)، أحمد ١٤٢٣١] "مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا، تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو اسے ایسا کر لینا چاہیے۔" اس حدیث شریف میں ایسی دعا کرنے کا ثبوت ہے، جس میں کوئی شرکیہ لفظ نہ ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے دم کرنا درست عمل ہے، کیونکہ وہی اکیلا حاجت روا، مشکل کشا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ زچہ کو برتن میں حلال چیز سے یہ اذکار لکھ کر پلاتے تھے: "بسمِ اللّٰهِ لَآ إلٰهَ إلا اللّٰهُ الحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝﴾ [النازعات ٤٦]، ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ بَلَٰغٌ

فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفَاسِقُوۡنَ ﴿ ۞ ﴾ [الأحقاف ٣٥] [ابن أبي شيبة ٢٣٥٠٨، الدعوات الكبير للبيهقي ٥٦٥، المجالسة للدينوري ٣٣٣هـ ح: ١٩٩٦ مشهور حسن: إسناده ضعيف]

امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ امام احمدؒ بھی ایسا کرتے تھے۔ [مجموع الفتاوى ١٢/٥٩٩، ١٩/٦٤]

جلیل القدر تابعی سعید بن المسیبؒ سے سوال کیا گیا کہ چھوٹی پرچیوں پر قرآن لکھ کر خواتین اور بچوں پر لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: ''اس میں کوئی حرج نہیں جب اسے کاغذی یا آہنی ڈبی میں رکھا جائے یا اس پر ستالی سے سلائی کی جائے۔'' [شرح السنة للبغوي ١٢/١٥٨]

حضرت عائشہ کا بیان ہے: ''**ليسَ التميمةُ ما تعلقَ به بعدَ البلاءِ، إنما التميمةُ ما تعلقَ به قبلَ البلاءِ**'' [المستدرك ٨٢٩٣ وصححه، قال الألباني: صحيح موقوف، صحيح الترغيب ٣٤٥٨، وزاد البيهقي في السنن الكبرى ١٩٦٠٦]: ''**ليدفع به المقادير**'' ''ممنوعہ تعویذ وہ نہیں جسے آزمائش میں پڑنے کے بعد استعمال کیا جائے، بلکہ وہ ہے جسے کسی آفت میں پڑنے سے پہلے تقدیر الٰہی کو روکنے کے لیے استعمال کیا جائے۔'' امام حاکمؒ کہتے ہیں: شاید کوئی اس روایت کو حضرت عائشہؓ پر موقوف سمجھے۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے تعویذ کا تذکرہ فرمایا۔ جب حضرت عائشہ تعویذ کی وضاحت کرتی ہے، تو یہ مسند حدیث ہے۔

لیکن قولِ صحابی کو مرفوع کی حیثیت دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ کسی اور صحابی کے قول کے خلاف نہ ہو۔ جبکہ خود رسول اللہ ﷺ نے تعویذ لٹکے ہوئے شخص کی بیعت ہی قبول نہیں فرمائی۔ اگر آپ ﷺ کے نزدیک آزمائش میں پڑے ہوئے شخص کے لیے تعویذ لٹکانا درست ہوتا تو ضرور اس شخص سے پوچھ لیتے۔

مقام احتمال میں سوال نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تعویذ لٹکانے کی حرمت عام ہے۔ لہٰذا امام حاکمؒ کے برخلاف حضرت عائشہؓ کی یہ وضاحت' حدیث نبوی شمار نہیں کی جاسکتی۔ واللہ اعلم

عطاءؒ تابعی کہتے ہیں: قرآن سے لکھا ہوا تمائم شمار نہیں کیا جاتا۔ [شرح السنة للبغوي ١٢/١٥٨]

افریقہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کا نمائندہ ابو منصورؒ تابعی کہتا تھا: جو کتاب الٰہی پر مشتمل ہو وہ (ممنوع) تمائم میں شامل نہیں ہے۔ [الكنى والأسماء للدولابي ٣/٩٥٩]

ان آثار وقرائن کی بنا پر بعض اہل علم نے قرآنی آیات اور ماثورہ دعاؤں پر مشتمل تعویذ لکھنے کی اجازت دی ہے۔ اور بعض نے تحریری تعویذ جسم کے ساتھ لٹکانے کی اجازت بھی دی ہے۔